رجسٹرڈ صیغہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ ... ے
ششماہی ... ہے
سہ ماہی ... ہے

قیمت فی پرچہ (۲ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلینڈ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ... ے
ششماہی ... ہے
سہ ماہی ... ہے

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد	۱۸ ارخورداد ۱۳۵۳ ف	۲۸ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ	۲۲ اپریل ۱۹۴۴ء شنبہ	نمبر (۲)

بلقان میں ہل چل

مقبوضہ یورپ میں تردد کے آثار

فن لینڈ اور روس کی صلح سے متعلق جو افواہیں پھیلی ہوئی ہیں ان سے ترکی بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ ان افواہوں میں کوئی چیز ایسی ضرور ہے جس پر رومانیہ اور ہنگری کے جرائد آزادی سے بحث کر رہے ہیں۔ رومانیہ اور ہنگری ان افواہوں سے اس لئے دلچسپی لے رہے ہیں کہ شاید انہیں نازی کیمپ سے نکل آنے کا راستہ مل جائے۔

مقبوضہ یورپ میں کافی بے چینی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں عجیب و غریب تغیر ہو گیا ہے۔ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ انہوں نے محض روکنے کی غرض سے جنگ میں شرکت کی تھی۔ آج حملہ آور کر رہے ہیں۔ یہ بات ... معلوم ہوتی ہے مگر صحیح ہے کسی ملک نے اس زور و شور کے ساتھ اس امر سے انکار نہیں کیا کہ وہ روس کے خلاف شریک جنگ ہوا تھا جتنا کہ ہنگری حالانکہ روس کی جانب سے ہنگری کو کبھی مشتعل نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہنگری کی سرحد روس سے ملتی ہے۔

فن لینڈ اور رومانیہ شریک جنگ ہوئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ انہیں کچھ شکایت ہے اور یہ محسوس کرتے تھے کہ ... مستعد قوی ہے کہ وہ اس مہم کی کامیابی کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اب جبکہ وہ کافی نقصان اٹھا چکے ہیں انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ... کے اندر کس قدر غلطی تھی وہ جنگ سے نکل جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر فن لینڈ علحدہ ہو جائے تو اس کا نتیجہ قابل مشاہدہ ہو گا کیونکہ ہٹلر کے بعض طفیلی ممالک یا دیگر کے ہیں کہ انہی سے جرمنی نے جو انتقام لیا وہ ان سے نہیں لیا جائے گا۔ اس لئے سب یہ دیکھنے کے منتظر ہیں کہ فن لینڈ کے جنگ سے علحدہ ہو جانے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ کیا جرمنی فن لینڈ سے اسی طرح انتقام لے گا جس طرح اس نے اٹلی سے لیا!

ترکی کے سیاسی حلقے یاد کرتے ہیں کہ روس نے بہت ہی فیاضانہ شرائط صلح پیش کئے ہیں جن کو فن لینڈ اپنی موجودہ حالت میں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ یہ شرائط اتنے فیاضانہ ہیں کہ روس نے شاید ہی کسی وقت پیش کئے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اطلاع جو انقرہ کو حال میں ہوئی ہے مرکزی یورپ سے آئی ہے جرمن لیڈر پر نظر جاتے ہوئے ہے۔

بہرحال ایک اور ملک جو اس جنگ میں کسی کسی شامل تو ہو گیا ہے مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور وہ ملک بلغاریہ ہے۔ جو عرصہ قبل سوویٹ روس نے بلغاریہ کو دار ... سختی سے تنبیہ کی تھی یہ تنبیہ ریڈیو سے دی گئی تھی۔ روس بلغاریہ سے برسر جنگ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بلغاریہ کی حکومت روس سے تعلقات منقطع کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اپنی ہیرول عوام کی رائے کے اندرونی بغاوت سے دو چار ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس امر کی اطلاع نہیں پائی جاتی ہیں کہ بلغاریہ میں جو لوگ برسراقتدار ہیں ان میں تردد پیدا ہو رہا ہے۔ با وثوق ذرائع سے استنبول میں جو خبریں موصول ہو رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلغاریہ کی فوج کے بعض دستے جو ایک عرصہ تک جرمنی سے اتحاد کے حامی رہے ہیں انقلاب کے آثار سے گھبرا رہے ہیں۔ یہ تردد اور گھبراہٹ اس امر کی علامت ہے کہ والئے عامہ کا رجحان کیا ہے اور یہ کہ پس پردہ کیا ہو رہا ہے۔ بلغاریہ کی فوج کے جنرل افسر اور سپاہیوں کی ہمدردیاں کسی اور جانب ہیں۔ بلغاریہ کی فوج کے چند ڈویژن سربیا میں اور ان علاقوں میں متعین کئے گئے تھے جو کہ مسلاویہ سے بلغاریہ نے حاصل کئے تھے۔ ان علاقوں میں بلغاری فوجوں کو کچھ مزاحمت سے سابقہ پڑتا رہا اور ان فوجوں سے تصادم ہوتا رہا جو پارٹیزنس کے نام سے مشہور ہیں اور جو جرمنی کے خلاف تیار کی گئی ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بلغاری فوج کے جونیر افسر اور سپاہی ایک بڑی تعداد میں پارٹیزنس سے مل گئے ہیں جو جرمن نظم و نسق اور جرمن فوجوں سے برسرپیکار ہیں۔ ایک لڑائی میں جو ایک جرمن دستہ سے ہوئی انہیں بہت سا سامان جنگ ہاتھ آ گیا۔ اس طرح کی لڑائیوں اور حملوں کے ذریعہ وہ سامان جنگ اور رسد حاصل کر لیتے ہیں اور اپنی مزاحمت جاری رکھتے ہیں۔ اس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلغاریہ کے باہر کیا ہو رہا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ بلغاریہ کے اندر بہت کچھ ہل چل ہے۔

بلغاریہ کے بعض اضلاع میں مسلح مزاحمت ہو رہی ہے جس کی کیمونسٹوں کو عالی میں سزائیں دی گئی ہیں تاکہ دوسرے بلغاریوں کو عبرت ہو اور وہ جرمنوں اور ان کے حامیوں کی مزاحمت ترک کر دیں۔ ان اضلاع کے باشندے مزاحمت کرنے والے دستوں کو تمام طعام کی سہولت بہم پہنچا کر مدد دیتے ہیں۔ مقبوضہ علاقوں میں مزاحمت بہت شدید ہے اور پھیلتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ... جرمن عہدہ داران کو قتل کر دیا گیا اور وہاں ایک شدید تصادم کے موقع پر ہوا۔ روسے ... مسلسل ...

مملکت ہفتہ وار

جلد ۱ | ۱۰ امر خورداد | نمبر ۲

حکومت نے ہار مان لی

اب انجمن صارفین کی ضرورت ہے

محکمہ رسد نے اجناس خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ کر کے ساہوکاروں کے مقابلہ میں اپنی شکست فاش کا رسمی اعتراف کیا ہے کہ اب صارفین کی ہمدردیاں اس محکمہ کو مشکل ہی سے حاصل ہو سکیں گی۔ محکمہ رسد کی سخت پالیسی سے ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ قیمتوں کے تعین میں صارفین کی قوت خرید کو ملحوظ رکھا گیا ہے لیکن اب جو قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے یہ مترشح ہوتا ہے کہ درمیانی اشخاص کی کوششیں کامیاب ہو گئیں۔ قیمتوں کے اضافہ سے عوام میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ انجمن انسداد قلت و گرانی پنجاب … اور انسداد … نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ:

"مجلس کی یہ رائے ہے کہ … چاولوں کی قیمتوں میں تخفیف کی گنجائش تھی لیکن نہ معلوم کن وجوہ سے قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے جو ملک کے حالات کے پیش نظر خطرات کی نشاندہی کرتا ہے اس لئے حکومت سے مطالبہ ہے کہ قیمتوں کو گھٹا کر اس سطح پر لایا جائے جو عوام کی قوت خرید کے مطابق ہو۔"

ہم اس قرارداد سے پوری طرح متفق ہیں اور ہمارا خیال یہ ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی تمام … آبادی کو چاہئے کہ ملک کے ہر گوشہ میں صارفین کی انجمنیں تشکیل دے اور ان بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خلاف منظم طور پر صدائے احتجاج بلند کرے اور ہر قدم پر یہ مطالبہ ہو کہ قیمتیں گھٹائی جائیں کیونکہ موجودہ قیمتیں عوام کی قوت خرید سے باہر ہیں۔ اگر محکمہ رسد قائم رہ سکتا ہو تو بھی بالائی … نرخوں کی شرح ان نرخوں سے زائد نہ ہوتی جو محکمہ نے کرائے ہیں مقرر کئے ہیں۔ محکمہ رسد کے مقرر کئے ہوئے جدید نرخ اس محکمہ کے قیام کو قطعاً غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ عوام کی یہ خواہش ہے کہ محکمہ رسد قائم رہے اور جہاں غلہ روغن و دیگر اشیاء مایحتاج کی قیمتوں کو قابو میں رکھے۔ یہ اسی وقت ممکن ہو گا جبکہ رائے عامہ منظم اور مؤثر طریقہ پر جدید نرخوں کے خلاف احتجاج کرے۔ موجودہ پبلک اداروں سے توقع رکھنا کہ وہ صارفین کے مفاد کے پیش نظر رائے عامہ کو منظم کریں گے بے سود ہے کیونکہ ہر پبلک ادارہ میں درمیانی اشخاص اور سرمایہ داروں نے نمائندے شریک کر رکھے ہیں جن کا اثر ان اداروں پر غالب ہے اور جو عوام ہی کا نام لے کر مفادات حاصل کیا کرتے ہیں۔ ہمارا اشارہ ہے کہ ایسے افراد پبلک پلیٹ فارم سے کیسے کچھ ہیں اور کس کے لئے ہیں۔ اس لئے ہماری یہ سوچی ہوئی رائے ہے کہ صارفین کے مفاد کی حفاظت کے لئے خود صارفین کی ایک انجمن تشکیل دی جانی ضروری ہے۔ صارفین کی انجمن ہی محکمہ رسد کو موجودہ نرخوں کی تخفیف پر مجبور کر سکتی ہے۔

ہم اپنے اس خیال کا بارہا اعادہ کر چکے ہیں کہ کاشتکار کو اس کی محنت کا کافی معاوضہ ملنا چاہئے۔ مگر قیمتوں کے اضافہ سے صرف درمیانی اشخاص ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور کاشتکار کے لئے کوئی فائدہ نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قیمتوں میں اضافہ کرتے وقت صارفین کے مفاد کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا اور نہ ان کاشتکاروں کا ہی جن کی کہ ملک میں اکثریت ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ صارفین اور حقیقی کاشتکاروں کی مجموعی تعداد ملک کی آبادی کی ۹۹ فی صد ہے۔ اور بڑے کاشتکاروں اور ساہوکاروں کی تعداد جو ذخیرہ باز اور نفع اندوز ہوتے ہیں آبادی کی ایک فی صد ہے۔ قیمتوں میں اضافہ کر کے محکمہ رسد نے ۹۹ فی صد کے مفاد پر ایک فی صد آبادی کے مفاد کو ترجیح دی۔ نفع اندوزوں کے مقابلہ میں ہار مان کر محکمہ رسد نے صارفین اور چھوٹے کاشتکاروں پر بڑی زیادتی کی۔

ہم نے متعدد بار ان غلط … کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ … آئندہ … پر قناعت کر سکتے ہیں۔ لیکن حکومت نفع اندوزوں کے شور و غوغا اور چیخ پکار سے متاثر ہو کر انہیں دو روپے فی پلہ منافع دلا جاتی ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سرمایہ داروں سے اس قدر مرعوب ہونے کی آخر کیا وجہ ہے۔

ہم نے محکمہ رسد کو یہ مشورہ دیا تھا کہ جوار و مونگ وغیرہ کی برآمد کی اجازت نہ عطا کرنا زیادہ مفید … کو شدید نقصان پہونچانے کا باعث ہو گا مگر اس مسئلہ میں بھی حکومت نے سرمایہ داروں اور درمیانی اشخاص ہی کا ساتھ دیا۔ اگر آئندہ سال غذائی اجناس کی کاشت میں کمی واقع ہو تو اس کی ذمہ داری اس نرم پالیسی پر عائد ہو گی جو سرمایہ داروں کے ساتھ برتی جا رہی ہے۔

حکومت نے آج تک پبلک کو اس امر سے مطلع نہیں کیا کہ … کے بند ہو جانے سے غذائی اجناس کی جو … کمی واقع ہو گئی ہے اس کو کس طرح پورا کیا جا رہا ہے جبکہ … جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ نے اپنی ایک قرارداد میں حکومت کو اس جانب متوجہ کیا تھا کہ:

"ممالک محروسہ سرکار عالی میں چاول کی پیداوار ضروریات ملک کے مقابلہ میں اس قدر کم ہے کہ کم از کم متوسط درآمد (۹) ہزار ٹن چاول کا جو نصاب جو آبادی کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ قطعاً ناکافی ہے۔ پنجاب سے ۱۰ ہزار ٹن گیہوں کا جو نصاب ملتا ہے وہ بھی کافی نہیں ہے۔ پس محکمہ رسد کو چاہئے کہ چاول اور گیہوں کی مزید مقدار حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ان دو اجناس کی قبل جنگ کے سالانہ درآمدات کی مقدار ۱۰۰ ہزار ٹن ہوا کرتی تھی۔ اس مقدار کے مقابلہ میں (۱۳) ہزار ٹن کی درآمد کی اجازت ہرگز تشفی بخش نہیں ہے۔"

۱۰۰ ہزار ٹن درآمدات کے مقابلہ میں صرف (۱۳) ہزار ٹن درآمدات پر اکتفا کرنا تشویشناک اور احتیاط کے خلاف ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ زیادہ چاول درآمد کرنے کی مسلسل کوشش کرتی رہے۔ اور اگر چاول دستیاب نہیں ہو سکتا تو اس کے بجائے گیہوں درآمد کرنے کی کوشش کرے جس کی فصل … میں ابھی رہی ہے۔ اور اس کے علاوہ گیہوں کی ایک بڑی مقدار آسٹریلیا سے درآمد بھی کی گئی ہے۔

ہم بالآخر حکومت سے دوبارہ عرض کریں گے کہ وہ غذا کی فراہمی اور تقسیم میں زیادہ جرات، ہمت اور سرعت سے کام کرے ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ موجودہ گرانی جو انتہا کو پہونچ گئی ہے غریب اور متوسط طبقوں کو فاقوں میں مبتلا کرنے کا باعث نہ ہو جائے۔

سوتی پارچہ کے مسئلہ میں بھی حکومت کی پالیسی بہت نرم رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کپڑا … کی تنظیم میں ایک سررشتہ قائم کر دیا گیا ہے اور چند قوانین جو پہلے … نافذ کئے گئے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ان قوانین کو سختی سے کیوں نافذ نہیں کیا جاتا اور پارچہ کی قیمتیں کیوں نہیں گھٹائی جاتیں۔ وہ اشخاص جن کی آمدنی محدود ہے حکومت کی اس نرم پالیسی سے بہت پریشان ہیں۔ دوسری طرف نفع اندوز اور چور بازاری کرنے والے موجودہ صورت حال سے فائدہ اٹھانے کا پورا موقع لے رہے ہیں۔ اگر عہدہ داران متعلقہ میں قوت عمل نہیں ہے اور قوانین کو سختی سے نافذ کرانے کی صلاحیت مفقود ہو چکی ہے تو پھر ان سررشتوں کی کیا ضرورت ہے اور سرکاری خزانہ کیوں بے دردی سے … جا رہا ہے!

ہم چاہتے ہیں کہ حکومت سرکار عالی دستور کی غذائی مجلس کے غیر سرکاری ارکان کو اس معاملہ میں ساتھ لے کر غریب اور متوسط طبقوں کو ذخیرہ اندوزوں، نفع اندوزوں اور ساہوکاروں کے رحم و کرم پر کیوں چھوڑ دیا جا رہا ہے!

باب حکومت کی توسیع

اور

معاصرین کی رائے

رعیت

مگر باب حکومت کو کام اتنا بڑھ گیا ہے کہ دو [illegible] وزراء کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور اس ضرورت [illegible] پورا کرنے کے لئے توسیع عمل میں لانا مقصود ہے تو پھر اس [illegible] میں کسی کو کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔ لیکن اگر حکومت میں [illegible] عوامی عنصر کو شریک کرنے کے اصول کی بناء پر دو وزراء کی [illegible] کی گئی ہے تو پھر مسئلہ کی نوعیت بالکل بدل جاتی ہے۔ [illegible] وقت یہ صرف اتحاد المسلمین کی دلچسپی کی حد تک محدود [illegible] رہتا ہے بلکہ اس کا تعلق ریاست کی ان تمام دیگر جماعتوں [illegible] سے بھی ہو جاتا ہے جن کو کچھ کہنے کا حق حاصل ہے۔ ان کو [illegible] نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ مجلس اتحاد المسلمین سے حکومت [illegible] کے تعلقات کتنے ہی قریب کیوں نہ ہوں جب عملی [illegible] سیاسیات کا سوال آتا ہے تو دنیا کی کسی حکومت کے لئے بھی [illegible] ممکن نہ ہوگا کہ ملک کی دیگر تمام وسیع جماعتوں کو نظر انداز کر [illegible] اور ان جماعتوں کو کتنے ہی مخالف حکومت کیوں نہ خیال [illegible] جائے۔ حکومتوں اور حکمرانوں کے نقطۂ نظر سے تو زیادہ [illegible] یہ سوال ہوتا ہے کہ کتنا اتحاد جماعتوں کو درست بنایا جائے۔ کسی حکومت میں عوامی عنصر کو شامل کر لینے میں [illegible] اصول مضمر ہے وہ یہی ہے کہ اگر حکومت سو فی صد نہیں تو کم از [illegible] پانچ فیصد جمہوری شکل اختیار کرے یا کم از کم جمہوریت [illegible] کی سمت پر قدم بڑھائے تاکہ حکومت کو جمہور کا پورا اعتماد [illegible] حاصل ہو اور حکومت اپنے سماجی، معاشی اور ملکی [illegible] دوسرے الفاظ میں ان کے ساتھ [illegible] کر سکے۔ اگر باب حکومت [illegible] کی توسیع سے متعلق کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے تو ہم [illegible] کو یہی منشاء اور یہی مقصد خیال کرتے ہیں لیکن حکومت [illegible] کے لئے جو امر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف اتحاد المسلمین [illegible] تعاون حاصل یا ریاست کی دیگر وسیع سیاسی جماعتوں کو نظر [illegible] انداز کرکے اپنا اصل مقصد کس حد تک حاصل کر سکتی ہے۔

۔۔۔۔۔۔ اگر حکومت [illegible] کی [illegible] کے ساتھ معاشی اور سیاسی مسئلہ کو [illegible] کے چند [illegible] بھی حاصل ہے تو [illegible] نمائندگی کی [illegible] حکومت کو [illegible] کرنے چاہیں گے جیسا کہ آج کل ہم [illegible] دیکھ رہے ہیں۔ لہذا ان تمام موجودہ [illegible] پر اگر [illegible] کوئی تجویز [illegible] حکومت کے زیر غور ہے تو [illegible] وہ ہوگا کہ وسیع [illegible] کرے یا اگر کوئی تجویز کرے تو وسیع بنیادوں [illegible] پر ہو۔

پیام

ہم نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ عوام کے کسی نمائندے کو محض نامزدگی کے ذریعے باب حکومت کی رکنیت قبول نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ عوام کے لیڈروں کے لئے اعلیٰ اقتدارات حکومت حاصل کرنے کا یہ طریقہ صحیح نہ ہوگا۔ ہمارے اس خیال کی مزید توضیح یہ ہے کہ اگر کسی عوامی جماعت کا کوئی لیڈر یا نمائندہ اس طرح براہ راست باب حکومت کی رکنیت پر اپنا فائز ہونا پسند کرے تو اس کے یقیناً یہ معنی ہوں گے کہ اس عہدہ کو قبول کرتے ہی وہ اپنی جماعت سے اپنا تعلق منقطع کرے۔ باب حکومت کی موجودہ تشکیل میں اس کا کوئی رکن کسی عوامی جماعت سے اپنا تعلق قائم نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو اس کا یہ عمل اس کے عہدے کے وقار کے منافی ہوگا۔ لیکن اگر اسی لیڈر کو کوئی دستوری ادارہ رائے عامہ کے ذریعہ سے منتخب کرکے باب حکومت کی تشکیل میں داخل کرے تو وہ ایک زیادہ موثر حیثیت کے ساتھ اپنا رابطہ اپنی عوامی جماعت سے بھی قائم رکھ سکے گا اور ساتھ ہی ساتھ رائے عامہ کی تائید سے اس کے عہدے کو جو تقویت حاصل ہوگی وہ اس کے براہ راست تقرر کی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ علاوہ ازیں عوامی رابطہ قائم رکھنے اور رائے عامہ کی تائید حاصل کرنے کی صورت میں خود رائے عامہ بھی باب حکومت کی ایسی رکنیت پر پوری طرح اعتماد کر سکے گی جس سے اس کا رابطہ قائم ہے اور جو عہدے کی بلندی پر پہنچ کر اس سے بے پروا اور بے تعلق نہ ہو سکے۔ جمہوریت کا بنیادی اصول یہی ہے۔ دستوری ضبط و نظم میں اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے کا اقتدار بھی رائے عامہ کی تائید کا محتاج رہتا ہے۔ بصورت دیگر باب حکومت کی مجوزہ توسیع میں قائم ہو جائے تو بلا شبہ ملک کے ہر گوشہ میں اس تجویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ لیکن اگر یہ صورت پیدا نہ کی جائے تو عوام کے کسی لیڈر کا باب حکومت کے کسی عہدہ پر فائز ہونا گویا عوام کے ایک نمائندہ کی نمائندہ حیثیت کا خاتمہ اور فنا ہو جانا ہے۔ اور ہم ہرگز یہ توقع نہیں رکھ سکتے کہ ایسے تقرر سے باب حکومت کی توسیع کا وہ مقصد پورا ہو سکے گا کہ اس کی موجودہ تشکیل میں عوام کے احساسات کی نمائندگی کو مستحکم کیا جائے اس لئے کہ بغیر کسی دستوری ادارہ کے عوام کی نمائندگی کا یہ منشاء موجودہ کابینہ میں داخل ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔

مشیر دکن

ہمارے ہاں کے نظم و نسق حکومت کی موجودہ صورت حال ابھی نہیں ہے جیسی کہ برطانوی حکومت ہند کی واقع ہوئی ہے۔ ہماری ریاست اب مدت میں ایسا کوئی سیاسی یا دستوری تعطل واقع نہیں ہوا ہے جیسا کہ برطانوی ہند میں عرصے سے موجود ہے جس کے حل کرنے کے لئے ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ یورپ و امریکہ میں بھی غور و خوض اور اظہار رائے ہو رہا ہے۔ اگر [illegible] ان دستوری اصلاحات سے جن کا اعلان آج سے [illegible] سال [illegible] قبل ہوا تھا نفاذ عمل میں آیا ہوتا تو شاید یہ ممکن تھا کہ اس ملک کے سیاسی مکاتب خیال یا خاص خاص سیاسی تنظیموں کے نمائندوں کو حکومت میں شریک کرنے کی غرض سے توسیع باب حکومت کی ضرورت محسوس فرمائی جاتی مگر یہاں اس وقت اصلاحات دستوری کے نفاذ کی کوئی نوبت باضابطہ مقننہ کی حد تک ہے ہی نہیں ایسی حالت میں پبلک کے نمائندہ ارکان کے تقرر کا تو کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ ازدیاد کار کی وجہ ایک یا زائد ارکان کو شریک باب حکومت کرنے کا مسئلہ متعدد حلقوں میں پیش ہو اور اس کے تصفیہ میں چند ارکان مامور ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے تقررات سے حکومت میں کوئی تبدیلی نہیں [illegible] بلکہ سابقہ صورت حال بحال رہے گی۔ اس قسم کے جدید ارکان غیر سرکاری [illegible] اور اداروں سے لئے بھی جائیں تو یہ صورت ملک کے حق میں کچھ زیادہ مفید نہ ہوگا بلکہ حکومت کو اس الزام کا ہدف بنایا جائے گا کہ باب حکومت میں عوامی نمائندگی کا صرف وہ عنصر قبول کیا جاتا ہے جس کا رابطہ عوام سے منقطع کر دیا جائے۔

رہبر دکن

حکومت کی اس روش پر اس منزل میں اعتراض فضول ہے۔ ہمارے دستور کی روح یہ ہے کہ حکومت اور عوام میں ایک مفید رابطہ ایک دوسرے کی ضرورتوں اور مشکلوں کو سمجھنا اور ان کو دور کرنے کا قائم ہو جائے اور سب مل کر حکومت کے عز و وقار کے لئے کام کریں۔ جب یہ دستور بن ہی گیا ہے تو ہم نہیں کہتے کہ انتخابات نہ ہوں گے اب [illegible] کیا جا سکتا ہے کہ اگر [illegible] درست کر انتخابات ہوتے تو کون سی جماعت منتخب ہوتی۔ اس خیال پر حکومت نے دستور کے اداروں کے اجزاء کے نفاذ میں بھی غور کر لیا ہے۔ اب چاہئے انتخابات کے ذریعہ عوامی لوگ ان دستوری اداروں میں جائیں یا عارضی طور پر نامزدگی کے ذریعہ۔ سیاسی احباب کا یہ کام ہونا چاہئے وہ یہ دیکھیں کہ آئندہ کس حد تک اپنا فرض حکومت اور عوام میں توازن کے قائم رکھنے میں [illegible] ادا کر رہے ہیں۔ جہاں پالیسی کا وہ [illegible] کی ذہنیت میں جذب ہو گئے ہیں اور [illegible] کی ذہنیت کو ذرہ برابر میں تبدیل کرنے کے قابل ہو سکے اور اپنے عہدے کو چھوڑنے پر تیار ہیں تو نہیں آئندہ اپنا نمائندہ بنائیں۔ یہ عارضی نمائندگی کا زمانہ تو ہمارے لیڈروں کی آزمائش کا زمانہ ہے ان کی قابلیت کو پرکھنے کا زمانہ ہے۔ اگر وہ نامزدگی سے [illegible] نمائندوں کی حیثیت سے جائیں اور اپنی [illegible] حکومت میں [illegible]

[illegible]

مجلسِ اغذیہ کے غیر سرکاری ارکان کی تجاویز

مرکزی مجلس مشاورتی اغذیہ کے ایک جلسہ میں جو ہز ایکسلنسی نواب صاحب چھتاری کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا حکومت سرکارِ عالی کی غذائی پالیسی کے انتظامات کے مطابق غیر سرکاری وورِدہ کن مجلس کی پیش کردہ تجاویز کے بارے میں بعض اہم فیصلے کئے گئے۔ حکومت نے وورِدہ کن مجلس کی یہ تجویز قبول کرلی کہ حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے اصول پر غور کیا جائے کیونکہ تمام اراضیات کی قوت پیداوار یکساں نہیں ہوتی چنانچہ دو سرکاری اور دو غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس مسئلہ پر غور کرے گی اور آئندہ فصل خریف سے پہلے ہی اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ حکومت نے ایک غیر سرکاری رکن کی یہ تجویز بھی منظور کرلی کہ فوت شدہ ... کی وراثت کے معاملے کا تصفیہ ہونے تک ... حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے ضمن میں بھی مستحق اشخاص سے رعایت کی جائے۔ مزید برآں حکومت کی جانب سے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مراضعات کی مجالس اغذیہ کو مقامی مفاد کی زیادہ نمائندگی کا موقع دینے کے لئے ہر ایک مجلس میں ۲ غیر سرکاری ارکان کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

صدر ناظم صاحب محکمہ شہری رسد و اغذیہ نے اس خیال کی قطعی تردید فرمائی کہ حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کا مقصد فوجی اغراض کے لئے غلہ برآمد کرنا ہے اور صدر المہام بہادر مال نے بھی اعلان فرمایا کہ اس قانون کے تحت جو غلہ فراہم کیا گیا اس کا ایک دانہ بھی ممالک محروسہ کے باہر نہیں بھیجا گیا اور یہ توقع ظاہر فرمائی کہ اجناس خوردنی کی برآمد کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں انہیں رفع کرنے کے لئے صحیح حالات سے سب کو پوری طرح باخبر کیا جائے گا۔

مراعاتِ خریف

مولوی سید فضل اللہ صاحب صدر ناظم شہری رسد و اغذیہ نے یہ ظاہر فرمایا کہ حکومت سرکارِ عالی نے حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کی اسکیم کے تحت جو غلہ جمع کیا ہے وہ اس مقدار سے بہت کم ہے جو اس اسکیم کو سختی کے ساتھ روبہ عمل لانے کی صورت میں جمع ہو جاتی۔ چنانچہ جوار کی حد تک معمول شدنی مقدار کا (۵۰) فیصد باجرہ کی حد تک (۶۰) فیصد اور دالوں کی حد تک (۵۰) فیصد حصہ جمع ہوا ہے۔ مزید برآں حکومت نے ... کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا ہے تاکہ غربا فاقہ کشی سے محفوظ رہیں۔ ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فصل خریف کی بیجائی کو شتکاروں کے ساتھ فراخ دلانہ رعایت کی گئی ہے۔ اب فصل ربیع میں مراعات کا سوال آتا ہے ... یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ ... اور ... مراعات سے متعلق قواعد پوری طرح واضح ہوگئے ہیں اور کوئی مستحق کاشتکار رعایت سے محروم نہ رہے گا۔

برآمد اور درآمد کی حالت

برآمد اور درآمد سے متعلق صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے صدر ناظم صاحب شہری رسد و اغذیہ نے فرمایا کہ گزشتہ سال حکومت نے صرف ... ۵۰ ہزار ٹن غلہ برآمد کیا تھا اور یہ مقدار جنگ سے پہلے کی اوسط مقدار سے بہت کم تھی۔ دوران سال رواں حکومت نے اب تک صرف ... ۵۰ ٹن غلہ برآمد کیا ہے۔ چونکہ خریف اور ربیع کی فصلیں جیسی توقع تھی ویسی اچھی نہ ہوئیں اس لئے حکومت سرکار عالی نے حکومت ہند کو یہ اطلاع دی کہ اپریل ۱۹۴۳ء میں صورت حال کا جائزہ لینے تک مزید برآمد کا سلسلہ مسدود رہے گا اور حکومت ہند نے بھی اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ان حالات میں یہ کہنا کہ حکومت سرکار عالی مقامی ضروریات کو نظر انداز کر کے غلہ برآمد کر رہی ہے ایسے خود غرض اشخاص کا پروپیگنڈا ہے جو خود چاہتے تھے کہ غلوں کو چھپا رکھنے کے لئے بہانے کی تلاش میں تھے۔

درآمدات کا ذکر کرتے ہوئے فضل اللہ صاحب نے فرمایا کہ حکومت نے دوران سال رواں ... ٹن چاول ... ٹن گیہوں اور اس سے تیار کردہ اشیاء اور ... ۲۰۰۰ ٹن گڑ درآمد کروا سکی۔

غلہ کی منتقلی

وورِدہ کن مجلس نے یہ سفارش کی تھی کہ حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے ضمن میں جو غلہ جمع ہو اس میں سے آدھا غلہ مقامی گوداموں میں رکھ لیا جائے اور آدھا ممالک محروسہ کے ایسے حصوں کے لئے روانہ کر دیا جائے جہاں غلہ کی ضرورت ہو۔ اس تجویز کا ذکر کرتے ہوئے فضل اللہ صاحب نے فرمایا کہ جمع کردہ غلہ کی صرف نصف مقدار کو مقامی گوداموں میں چھوڑنا بڑی زیادتی ہوگی کیونکہ حکومت کے احکام یہ ہیں کہ مقامی ضروریات کو سب سے پہلے ترجیح دی جائے اور بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں مقامی ضروریات کی تکمیل کے لئے نصف سے زیادہ غلہ فراہم کرنا ضروری ہے۔

جاگیری نظم و نسق

وورِدہ کن مجلس نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ ایکٹ اور جاگیرات میں قوانین اغذیہ کو روبہ عمل لانے میں پوری طرح تعاون نہیں کیا جاتا ہے۔ مجلس کی اس رائے پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر اعظم بہادر نے فرمایا کہ اس معاملہ میں مجلس کی رائے حکومت کی اطلاعات کے بالکل مطابق ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جاگیروں کا نظم و نسق اس قدر ناقص ہے کہ بہتر ارادوں کے باوجود وہ حکومت کی غذائی پالیسی کو روبہ عمل نہیں لا سکتیں۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے ہز ایکسلنسی نے فرمایا کہ ذاتی رجحانات اور پالیسی کے اعتبار سے ان کی یہ خواہش ہے کہ طبقہ جاگیرداران موجودہ مشکل حالات کے بعد بھی باقی رہے۔ لیکن یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکے گا جب جاگیردار بھی یہ محسوس کرنے لگیں کہ معاشرہ صرف ایسے عناصر کو برقرار رکھتا ہے جو مفید ہوتے ہیں۔ چنانچہ جاگیرداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے ان غلط فہمیوں کو رفع کریں جو ان کے متعلق عام طور سے پھیلی ہوئی ہیں۔

صدر المہام بہادر مال کا اظہار خیال

مسٹر ڈبلیو وی گرگسن نے تمام مباحث پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو شکوک پیدا کرتے اور مبالغہ آمیز افواہوں کو شہرت دینے میں ایک قسم کا اطمینان محسوس کرتے ہیں لیکن ان دنوں بیجا خوف و دہشت پھیلانا بدترین جرم ہے۔ صدر المہام بہادر مال نے یہ فرمایا کہ حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ زرعی آلات ... اور کھاد وغیرہ کاشتکاروں کی ضروریات کے واسطے کافی مقدار میں مناسب قیمت پر فراہم کرے۔

قوانین اغذیہ کے نفاذ میں سختی برتنے کی شکایت کا جواب دیتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ وہ اس عام غلط فہمی کو دور کر دینا چاہتے ہیں کہ بعض مخالفات و زیادتیاں محض طریقہ کار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر کوئی ... اپنے ... کی تاخیر سے بچنے کے لئے ... ان میں چند منٹوں کی ... کرے تو بعض لوگ اسے محض طریق عمل کی غلطی کہنا پسند کریں گے۔ لیکن حکومت کا یہ خیال ہے کہ ... قسم کی مخالفات و زیادتیاں ... علاوہ امداد کی فراہمی میں تاخیر یا غلطی کی وجہ سے ... جرم ... صدر المہام بہادر نے یہ ذاتی رائے ظاہر کی کہ اغذیہ کے ضمن میں جو مخالفات و زیادتیاں ہوتی ہیں ان کی سزا بہت ہی کم دی جاتی ہے۔

مسٹر گرگسن نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے اس کارآمد مباحثہ میں شرکت پر تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ان مباحث کی شہرت ہونے کے بعد وہ خوشی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ حیدرآباد میں غلہ سے متعلق صورت حال اتنی بہتر ہوگئی ہے کہ اب ہر پیسہ تین پائی کس ایک سیر تک دی جا سکتی ہے۔

ہز ایکسلنسی صدر اعظم بہادر نے جلسہ برخواست کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ حکومت مویشیوں کی برآمد کو ممنوع قرار دینے کے احکامات جاری کر رہی ہے۔ آخر میں نواب صاحب نے یہ توقع ظاہر فرمائی کہ ساہوکار پوشیدہ ذخیروں کو نکال کر اپنے اس وعدہ کا احترام کریں گے جو انہوں نے حکومت کو امداد دینے کے بارے میں کیا ہے اور مستقبل قریب میں معمولی تجارتی حالات عود کر آئیں گے۔

اجناس کی شکایت پر رقم شدہ دی جائے

حیدرآباد ... محکمہ ... عدالت کو اطلاع ... عامہ سرکار عالی کے ایک اعلان کی رو سے اجناس خوردنی کی قیمت پیشگی رقم دینے کی ممانعت کی گئی ہے لہٰذا ان اشخاص کو جو کاشتکاروں کو پیشگی رقم کا کاروبار کرتے ہیں متنبہ کیا جاتا ہے کہ اس حکم کی خلاف ورزی کی سزا تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکیں گی۔ (۲۰۱)

مرکزی اسمبلی کا آخری دن

بلوچستان میں اصلاحات پر بحث

جس وقت بلوچستان میں اصلاحات سے متعلق قرارداد پر دوبارہ بحث شروع ہوئی مرکزی اسمبلی کے مباحث کا معیار کافی بلند تھا۔ کانگریس پارٹی نے اس قرارداد کی تائید کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کانگریسی ارکان کی بہت بڑی تعداد ایوان میں موجود تھی۔ یہ قرارداد مسلم لیگ کی جانب سے پیش کی گئی تھی اور نواب زادہ لیاقت علی خان نے بلوچستان کے لئے حکومت خود اختیاری کے مطالبہ پر بڑی تفصیل سے تقریر کی۔ انھوں نے صرف یہ مطالبہ کیا کہ ایک کمیٹی اس امر کی تحقیق کے لئے مقرر کی جائے کہ بلوچستان میں حکومت خود اختیاری کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے کیا تدابیر ضروری ہیں۔

اس قرارداد کی ایوان نے بحیثیت مجموعی تائید کی۔ کانگریس کی جانب سے مسٹر عبدالقیوم نے ایوان کے آگے بیان کیا کہ سرحد کا کیا حشر ہے اور وہاں عدالت گستری کس طرح ہوتی ہے۔

بمبئی کے سرکاؤس جی جہانگیر مزدوروں کے لیڈر مسٹر جوشی اور مسٹر سیرڈ نی بیسوں نے بلوچستان میں اصلاحات کے نفاذ کی تائید کی۔ سر کاؤس جی نے قہقہوں کی گونج میں ایک قصہ بیان کیا، جو صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ کا ذمہ دار ہے۔ وہ تھا پہلی گول میز کانفرنس کا ہے۔ سر عبدالقیوم (مرحوم) شمال مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات کے نفاذ کی تائید میں تقریر کر رہے تھے۔ دوران تقریر میں آپ نے کہا۔

"جناب صدر! ہم صوبہ سرحد میں بڑے بڑے پاجامے پہنتے ہیں۔ لیکن اگر ایک بھی ہمارے پاجاموں میں گھس جائے تو آدمی کتنا ہی توی ہو پیچھو کو نکلے بغیر چین نہیں لے سکتا۔ جناب صدر! میں یہ کہنی ہوں اور جب تک میرے صوبہ کو حکومت خود اختیاری نہیں دے گی برطانیہ کو چین نصیب نہ ہوگا۔"

ایوان قہقہوں سے گونج اٹھا۔ ایک رکن نے دریافت کیا یہاں وہ بچھو کون ہے۔ ایک دوسرے رکن نے کہا نواب آف ڈیرا۔ یہ نواب ڈیرا کون ہیں۔ یہ صوبہ سرحد کے ایک نامزد رکن ہیں۔ آپ کا پورا نام نواب سر احمد نواز خان آف ڈیرا ہے۔ نواب ڈیرا ارکان حکومت کے لئے قوت کا ایک ستون ہیں۔ انھوں نے بلوچستان میں اصلاحات کی قرارداد کی مخالفت کی۔ جب اختلاف کی جانب سے جب کوئی قرارداد پیش ہوتی ہے تو یہ ضرور مخالفت کرتے ہیں جب سے ان کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اسمبلی میں ان کے ہم جلوہ دو ارکان ہیں۔ سر رتن جی دلال اور خان بہادر حبیب الرحمن۔ یہ دونوں نامزد رکن ہیں۔ سر رتن جی پارسیوں اور بیگالم کی نمائندگی کرتے ہیں اور خان بہادر حبیب الرحمن صرف اپنی نمائندگی کرتے ہیں۔ خان بہادر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انہیں مسلم لیگ سے منتخل کیا گیا ہے۔ دونوں اپنی نشست پر ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ سرکاری ارکان کی تقریروں پر تالیاں بجانے میں سر رتن جی نمایاں رہتے ہیں۔

اسمبلی کے چار اور ارکان ایسے ہیں جو اپنے مقدس سکوت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ جیسے کپتان دلیپ سنگھ، سر جوالا پرشاد، مسٹر عبدالسلام اور کپتان شیر سنگھ۔

بلوچستان کی قرارداد پر حکومت کی جانب سے معتمد خارجہ اور معتمد تعلیمات نے تقریریں کیں۔ معتمد تعلیمات نے ایوان سے یہ خواہش کی کہ بلوچستان میں تعلیمی ترقی کا اندازہ اساتذہ کی تعداد سے لگائیں۔ جو بلوچستان کے مدارس میں مامور ہیں اور یہ دیکھیں کہ تعلیم پر کتنی رقم صرف ہوتی ہے منشا یہ بتایا گیا کہ تعلیم کے لئے جو رقم منظور کی گئی ہے اس کا تیسرا حصہ تبادلی مدرسہ عمارتوں کی تعمیر پر صرف کیا گیا۔

معتمد صاحب خارجہ کی بحث کا خلاصہ یہ تھا کہ بلوچستان ایک چھوٹا سا رقبہ ہے۔ صحیح معنوں میں جو رقبہ بلوچستان کہلاتا ہے وہ ریاستوں اور قبائلی علاقوں پر مشتمل ہے۔ معتمد خارجہ اس بات کے خلاف ہیں جدید طریقہ پر تعلیم دے کر قبائل کی سادہ زندگی کو بگاڑا جائے۔ بہرحال معتمد خارجہ نے اس امر کی وضاحت نہیں کی کہ یورپین مشنری کے مدارس نے جنوبی افریقہ وغیرہ کی سادہ زندگی کیوں نہیں خراب ہوئی۔ یہ سمجھ کے جدید تعلیم کے بغیر بلوچستان کو اصلاحات نہیں مل سکتے۔ مگر انہیں جدید تعلیم دے کر ان کے عقائد اور زندگی کو بگاڑنا درست نہیں۔ یہ ایک بے حد کمزور مقدمہ تھا جس کی وکالت معتمد خارجہ کر رہے تھے۔ اور اپنے مقدمہ کی کمزوری کو وہ جانتے بھی تھے۔

اس قرارداد پر ووٹ لئے گئے۔ ایوان نے قرارداد کو منظور کرلیا۔ حکومت خاموش رہی۔ وہ حزب اختلاف کی قوت سے واقف تھی۔ اس کے علاوہ اگر قرارداد منظور ہو جائے تو اس میں حکومت کا کیا نقصان ہے یہ کمیٹی مشاورتی ہے۔ اس کو تسلیم کرنا یا نہ کرنا حکومت کا اختیاری ہے۔ (خصوصی نامہ نگار)

یہ اسکیم کے مطابق ہی ادائی ہوں گی جن کی پابجائی سرکار عالی کی جانب سے ہوگی۔ (محکمہ اطلاعات)

برطانوی سلطنت کی مشترکہ پالیسی

نوآبادیات کے وزرائے اعظم غور کریں گے

لندن ۲۰ اپریل۔ اخبار "ڈیلی میل" نے آج ایک اداریہ میں برطانوی نوآبادیات کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کو جو یہاں منعقد ہونے والی ہے بڑی اہمیت دی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ اس کانفرنس میں سب سے پہلے جنگ کے آخری دور، صلح کی شرائط اور جنگ اور امن کے عبوری دور پر غور کیا جائے گا۔ لیکن ان سب سے زیادہ اہم یہ مسئلہ ہوگا کہ مستقبل کے لئے سلطنت کی پالیسی کا تعین کیا جائے۔ اخبار مذکور نے استدلال کیا ہے کہ "امن ہمیشہ چار بڑی بڑی طاقتوں یعنی امریکہ، روس، چین اور برطانیہ نہیں بلکہ برطانوی دول مشترکہ کی مشترکہ کارروائیوں سے حاصل ہوسکتی ہے۔ جس بین الاقوامی پالیسی ترتیب دینے سے پہلے سلطنت کی ایک مشترکہ پالیسی مرتب کر لینا چاہئے۔"

ڈیلی میل نے سلطنت کا متفقہ پالیسی کے متعلق آسٹریلیا کی پوزیشن بیان کرتے ہوئے مسٹر کرٹن وزیر اعظم آسٹریلیا کے خیالات کی طرف اشارہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ کینیڈا کے ممالک متحدہ امریکہ سے قربت کی وجہ سے ایک مختلف رویہ اختیار کیا ہے۔ کینیڈا کے وزیر اعظم سلطنت کے تمام معاملات میں مسلمہ فیصلہ اتفاق رائے کے حامی ہیں لیکن سلطنت کی ایک وحدت نہ مانیں گے۔

یہ توقع نہیں ہے کہ اس کانفرنس میں طویل المدت اور مستقل فیصلے کرلے جائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ایک میز کے گرد بیٹھنے سے مختلف زاویہ ہائے نگاہ میں ایک مطابقت پیدا ہو جائے گی اور ممکن ہے کہ دفاع اور امور خارجہ میں قریبی تعاون عمل کی کوئی شکل ممکن ہو سکے۔ (رائٹر)

ایک خبر کی تردید

(پریس نوٹ)

۱۱ امر تو برداد کے مقامی اخبارات میں دکن ٹیوننگ کوابسٹ یہ شائع ہوئی ہے کہ خزانہ عامرہ سرکار عالی کا انتظام حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے ساتھ عمل میں آیا ہے اور وہ قرضہ مذکور کا چارج مسٹر ہیٹ چنگ وارڈ نے حاصل کیا۔ علاوہ اس کے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس وقت کا کار کنان اسٹیٹ بنک کو حاصل ہیں یعنی ۱۰ تا ۳۱ سالانہ (۳۱) اضافہ مدہ کی کے ساتھ یہ قرضہ بنک کو کھولا جائے گا۔"

یہ خبر صحیح نہیں ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ قانون حیدرآباد اسٹیٹ بنک بابت ۱۳۵۰ف کے ضمیمہ دوم (حصہ الف) کے لحاظ سرکار عالی اور حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے درمیان ایک معاہدہ کی رو سے بنک کو سرکاری کاروبار جس کی تفصیلات قبل ازیں شائع ہو چکی ہیں کے متعلق اخبارات میں شائع کی جا چکی ہیں ایک انجام دہی کا مجاز کیا گیا اور وہ سرکار عالی کے کارندہ کی حیثیت سے ...

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ایک مراسلہ نگار نے دریافت کیا ہے کہ "بانکی پور کی حکومت میں غیر سرکاری ارکان کی شمولیت سے متعلق "فلک" نے اپنی رائے کیوں ظاہر نہیں کی، مسلمانوں کی حد تک یہ مسئلہ بہت اہم ہے کہ آیا ان کی واحد نمائندہ مجلس کے کسی رکن کو عہدہ الیکٹ و منظور کرنا چاہیئے یا نہیں؟"

ہماری رائے میں یہ سوال غیر اہم ہے کہ مجلس کے باقی ارکان میں سے کسی رکن کو بہار کونسل کے موجودہ دورہ ملازمت میں عہدہ سپرد کیا جائے ..... یہ زیادہ اہم ہے کہ کسی رکن کے عہدہ قبول کرنے کے بعد خود مجلس کی حیثیت کیا باقی رہتی ہے۔ اس ضمن میں چند ارکان مجلس کی ایک فرضی گفتگو جو ہم تک کم واسطوں سے پہنچی ہے نقل کر دی جاتی ہے ..... گردن مار دی۔

ایک رکن شوری .... اگر مولوی ابو الحسن سید علی رکن باب حکومت ہو جائیں تو مجلس کا کوئی خاص نقصان نہیں لیکن اگر قائد ملت رکن باب حکومت ہو جائیں تو مجلس کا کیا ہو گا؟

دوسرا رکن .... ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ نواب صاحب چھتاری ہمارا مجلس کی صدارت کے لئے حاصل کر لیں۔

تیسرا رکن .... اگر وہ راضی نہ ہوں تو؟

چوتھا رکن .... ہمیں کسی ایسے آدمی کی تلاش کرنی چاہیئے جو مسلمانوں کی معاشی، تعلیمی اور ترقی کے لئے ایک منظم اور پر جوش لائحہ عمل کے ساتھ کام کر سکے۔ خواجہ بہادر احمد نواز جنگ کیسے رہیں گے؟

دوسرا رکن .... مولوی سید عادت الدین صاحب کو کیوں نہ راضی کیا جائے؟

تیسرا رکن .... تم نے کہا مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت معاشی اصلاح اور تنظیم ہے۔ دینی مسلمانوں کی حالت زار اور ان کے خصوصی مسائل سے مولوی عبد الباسط خان صاحب بھی اچھی طرح واقف ہیں۔

چوتھا رکن .... اگر مولوی سید عادت الدین صاحب اور مولوی عبد الباسط خان صاحب راضی نہ ہوں تو خان بہادر احمد نواز جنگ ٹھیک رہیں گے کیونکہ مجلس کو اپنے کاموں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ (تبسم)

دوسرا رکن .... تم کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ بعض اصحاب نواب بہادر یار جنگ کو مجلس کی صدارت کے لئے علاوہ مزید موزوں سمجھتے ہیں۔

تیسرا رکن .... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسٹر سید محمد احسن و مسٹر یاسین زبیری زیادہ موزوں ہیں۔

(ایک قہقہہ پر یہ گفتگو ختم ہو گئی)

"جنگ نے سیاسی و ذہنی تحریکات میں جو تعطل پیدا کیا ہے اس سے جہاں ملک کی دوسری سیاسی جماعتیں معطل ہو چکی ہیں وہاں یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ مجلس اتحاد المسلمین اپنی مہم کو جاری رکھ سکتی تھی لہٰذا اس پر بھی ایک تعطل طاری ہو گیا۔"

(معتمد صاحب مقامی مجلس)

"ترجمان ملت" اس تعطل کی یہ توجیہ کرتا ہے کہ "مجلس اتحاد المسلمین اول بیرونی لیے اپنا سالانہ اجلاس ایک چھوٹے سے مقام پر منعقد کیا اور قائد ملت نے اس موقع پر ایک معرکۃ الآرا تقریر کرتے ہوئے جہاں مسلمانوں کے اس عیب کی پردہ دری کی کہ وہ صرف بیان اور بیان فروشی ہی کے عالم میں کچھ کام کرتے ہیں اور سکون و اطمینان کے زمانہ سے کام لینا نہیں جانتے۔"

معتمد صاحب مقامی مجلس ترجمان ملت کے اس تبصرہ کو پڑھ کر کہتے ہوں گے "من چہ می گویم و طنبورہ من چہ می سراید"

"میں وقت کے ان متقاضوں کو اس کی غلط فہمی یا زیادہ سے زیادہ نادان دوستی تصور کرتا ہوں" (قائد ملت)

نادان دوست یا نقلی کیوں؟

"اتحاد المسلمین کے کسی رکن کے لئے چاہے وہ میں ہوں یا کوئی اور حکومت کا کوئی عہدہ باعث ننگ نہیں۔"

(قائد ملت)

ملت، ننگ نہیں مگر باعث کشمکش ضرور ہے

ایک انار و صد بیمار۔

دیہات میں دیہاتیوں کو مخاطب کرتے ہوئے قائد ملت نے فرمایا:-

"مجھے تمہاری پیشانیوں میں قیادت کا ذرہ چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے۔"

ان دیہاتیوں کا اب خدا ہی حافظ ہے۔

قائد ملت نے فرمایا کہ وزارت قبول کرنے کا مسئلہ عوام کے غور کرنے کے قابل نہیں۔ اس کو صرف مجلس کا بانی سکھلا کرے گا۔ (ایک خبر)

عوام کا کام صرف تالیاں بجانا، نعرے لگانا، شہیدوں کی مشایعت کرنا اور جلوس نکالنا ہے۔ حقوق و اختیارات صرف لیڈروں کو حاصل ہیں۔

"اصلاحات کی آخری سیڑھی یعنی مقننہ کی تشکیل کا دن اب قریب آ رہا ہے اور سارے مسلمان لیڈروں کو اور ان تمام مسلمانوں کو بھی جو اب تک اتحاد المسلمین کے رکن نہیں مگر صاحب الرائے ہیں اتحاد المسلمین سے جلد سے جلد شریک ہو کر خدمت ملک و ملت میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔" (ترجمان ملت)

"ترجمان ملت" کو یہ اعتراف کہ مجلس سے باہر صاحب الرائے مسلمان موجود ہیں مجلس پر ایک کھلا حملہ ہے .... نادان دوست؟

باب حکومت کی توسیع پر بحث کرتے ہوئے معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین فرماتے ہیں:-

"مجلس سے الگ ہو کر کوئی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ مسلمانوں کی رائے عامہ کو ظاہر کر سکتا ہے۔"

جب یہ بات ہے تو انتخابات سے گریز اور ایوان وزارت میں پچھلے دروازہ سے گھسنے کی کوشش چہ معنی دارد۔

قومی ہفتہ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر رام کشن راؤ نے فرمایا کہ:-

"اگر حکومت چاہے تو ذمہ دارانہ حکومت کے قیام کے لئے راستے پیدا ہو سکتے ہیں۔ گول میز کانفرنس کی طرح ایک کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ہندو، مسلمان اور حکومت مل کر ذمہ دارانہ حکومت کی ایک اسکیم تیار کر سکتے ہیں۔"

حصول وزارت کا دوسرا نام کیسی امداد ہے؟ حکومت سے کیسی سلامتی کا تحفظ؟

ع - حقیقت ایک ہی باقی فسانہ

کل ہند مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس

سر عزیز الحق کا خطبۂ صدارت

چھل پور ۲۹ اپریل۔ آنریبل سر عزیز الحق نے کل ہند مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ۵۸ ویں سالانہ اجلاس میں اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ مسلم ہندوستان اپنی قسمت کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور کوئی قوت اور کوئی ردعمل اس کے حصول سے روک نہیں سکتا۔ جنگ نے جو تغیرات پیدا کئے ہیں ان کو مدنظر رکھ کر مسلم ہندوستان کے لئے ایک جدید نظام تعلیم کی تشکیل پر موصوف نے زور دیا۔ ہندوستان کی سیاسی آزادی کا ذکر کرتے ہوئے موصوف نے کہا کہ سب ہندوستان کی کامل آزادی اور برطانوی راج کے خاتمہ پر متفق ہیں، اور خود حکومت برطانیہ ہندوستان کی کامل سیاسی آزادی اور برطانوی راج کے خاتمہ پر متفق ہیں، اور خود حکومت برطانیہ ہندوستان کی کامل سیاسی آزادی کی تائید میں اعلان کر چکی ہے لیکن ہندوستان کے مستقبل کے سیاسی نقشہ کی تیاری میں زبردست بنیادی اختلافات موجود ہیں اور ان اختلافات کی وجہ سے یقیناً روح سخت پریشان ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ موجودہ خرابیوں کی ساری ذمہ داری برطانوی راج پر ہے۔ اور ان کا یہ تصور ہے کہ مستقبل کے ہندوستان میں بھی ان کا تسلط باقی رہے گا اگر مستقبل کا ہندوستان —— میرا خیال ہے کہ ان کا مطلب اس سے برطانوی جنت ہے۔ اپنی سیاسی وحدت کو قائم نہ کر سکے۔ وہ تاریخ کے اوراق کو جھلا دیتے ہیں مختلف مفاد اور مشترکہ پالیسی میں خود مختار ریاستیں سیاسی حصہ دار رہے ہیں وہ اپنی مشترکہ کرنسی رکھ سکتے ہیں، درآمد و برآمد اور مشترکہ جہازرانی میں ان کا مشترکہ حصہ ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے معاشی اور تجارتی ذرائع کو اپنے سیاسی اقتدار کو متاثر کئے بغیر مشترکہ سرمایہ بنا سکتے ہیں۔ مگر کسی بھی غیر ذمہ دارانہ روش کو نہ اختیار کرنا چاہئے۔

روس کو چھوڑ کر یورپ کا بقیہ رقبہ اور آبادی چاہے ہندوستان کے برابر ہی کیوں نہ ہو، اور پھر بھی کئی ایک اسٹیٹوں میں منقسم ہو جائے اور گزشتہ جنگ کے بعد ثقافتی مسائل مسلمی یورپ کی تقسیم کا باعث ہی کیوں نہ بنے ہوں —— مگر ہندوستان ہر قسمت اور ہر حالت میں ایک سیاسی وحدت رہے۔ (۴۰) کروڑ باشندوں کا ملک جس کے بے مختلف زبانیں بولتے ہوں اور جن کی تہذیب جداگانہ ہو ایسے ملک میں سیاسی وحدت برقرار رکھی جا سکتی ہے اگر اکثریت کا راج ہو۔ اور کروڑوں کی قلیت اکثریت کے فیصلے کے مطابق اس چیز کو بھی قبول کرے جو ان کے مفاد کے خلاف ہو۔ اور اکثریت رکھنے والوں میں دوسروں کی سلامتی اور تحفظ کا جذبہ تک موجود نہ ہو۔ اور وہ دوسروں کے مفاد کو سمجھنے کی تک کوشش نہ کریں گے۔ وہ اختلاف رائے کرنے والوں کے زاویہ نگاہ کو سمجھنے کی زحمت نہیں گوارا کریں گے۔ خواہ وہ مدلل اور سنجیدہ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ موجودہ نظام حکومت کو بھی برقرار رکھیں گے۔ کہ جہاں کوئی شخص معاشی مشکلات کو رفع کرے، اور ملک کی بدنظمی کو دور کرنے کے لئے ایسے وقت جب کہ دشمن ملک کی سرحدوں میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہو کوئی تجویز پیش کرے تو اس کو ملک اور حکومت کا دشمن کے نزدیک غدار قرار دیا جائے۔

میں اس سے بڑھ کر کوئی اور افسوسناک حادثہ اور المیہ تصور نہیں کر سکتا۔

آخر میں سر عزیز الحق نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی وسعت اور اس کی تنظیم سے متعلق کئی ایک تجاویز پیش کیں۔

بیرونی کمپنیوں کی ذمہ داریاں

ماہ امرداد ۱۳۵۲ف میں محکمہ فینانس کی جانب سے ایک اعلان کے ذریعہ قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ ۲۳ الف کچھ ترمیمات کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس ترمیم شدہ قاعدہ کی رو سے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ جب کوئی کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی میں قائم ہو تو اس کے قیام کی اجازت حکومت سرکار عالی سے حاصل کر لی جائے۔ اسی طرح بیرونی کمپنی کے لئے بھی یہ ضروری گردانا گیا ہے کہ اگر ممالک محروسہ سرکار عالی میں حصص اجرا کرنا چاہے تو اس کی بھی باضابطہ اجازت قبل از قبل حاصل کرے۔ عوام کی اطلاع کے لئے یہ بھی لازمی کیا گیا ہے کہ کمپنی کے پراسپکٹس کے ناصیہ پر یہ عبارت درج رہے جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ قیام کمپنی یا اجرائی حصص کی باضابطہ اجازت حسب قواعد تحفظ حکومت سرکار عالی سے حاصل کر لی گئی ہے۔ امید ہے کہ ایسے پراسپکٹس کے جاری کرنے اور شائع کرنے والے ان امور کا خاطر خواہ لحاظ کریں گے جن میں ان کی اور پبلک کی حفاظت مضمر ہے۔

امتناع برآمد ہیمہ سوختنی اور کوئلہ

چونکہ ہیمہ سوختنی اور کوئلہ جو زندگی کے اشیاء ایحتاج ضروریہ میں سے ہیں دن بدن کمیاب اور گراں ہوتے جا رہے ہیں اور اہل ملک کو ان کے بسہولت ممکنہ میسر آنے کے لئے ان کو قابو میں لانے کی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہو گیا ہے لہذا بہ نفاذ اون اختیارات کے جو قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ ۸۱ ذیلی قاعدہ ۲ کے فقرہ الف کے تحت صدراعظم باب حکومت سرکار عالی کو حاصل ہیں حکم دیا جاتا ہے کہ

کوئی شخص ہیمہ سوختنی یا کوئلہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی مقام سے بیرون ملک سرکار عالی کسی مقام کو برآمد نہ کرے۔

حکم ہذا کی خلاف ورزی کی پاداش میں قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے قاعدہ ۸۱ ذیلی قاعدہ ۳ کے بموجب تین سال تک قید کی سزا دی جائے گی یا جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔ فقط

ہندوستان میں زرعی قرضداری

از

جناب محمد ناصر علی صاحب ایم اے (عثمانیہ) لکچرار جامعہ عثمانیہ

قرض کی مقدار

ہندوستان کے زرعی مسائل میں کاشتکاروں کی قرضداری کا مسئلہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر مختلف صوبوں مثلاً بمبئی، مدراس، بنگال، صوبہ جات متحدہ، پنجاب، صوبہ جات متوسط، بہار، اوڑیسہ اور آسام میں زرعی قرض کی تحقیقات کی گئی ہیں۔ برطانوی صوبہ جات کے علاوہ بعض دیسی ریاستوں مثلاً حیدرآباد، میسور اور بڑودہ وغیرہ میں بھی اس قسم کا تحقیقاتی کام کیا گیا ہے مگر یہاں پر صوبہ واری یا ریاستی تفصیلوں میں جانا مقصود نہیں۔ البتہ بعض مجموعی تخمینوں کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۲۹ء میں سنٹرل بینکنگ انکوائری کمیٹی کی تحقیق کے مطابق برطانوی ہند میں زرعی قرض کی جملہ مقدار ۹۰۰ کروڑ تھی۔ مدراس یونیورسٹی کے پروفیسر [illegible] نے ۱۲۰۰ کروڑ روپیوں کا تخمینہ کیا ہے۔ ہندوستان میں فی نفسہ زرعی قرض کی مقدار کا مسئلہ اہم نہیں بلکہ اسباب قرض اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر زراعت سے معقول آمدنی ہو اور قرضے پیداآور اغراض کے لئے حاصل کئے جائیں تو قرضوں کی بھاری مقداریں بھی آسانی کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں مگر ہندوستان میں حالات مختلف ہیں۔ زراعت سے اکثر اس قدر قلیل آمدنی ہوتی ہے کہ مصارف پیدائش بھی نہیں نکلتے لہذا کاشتکار مختلف ضروریات کی تکمیل کے لئے آئے دن قرض لینے پر مجبور ہوتے رہتے ہیں۔ عام طور پر قرضوں میں قابل لحاظ حصہ غیر پیداآور ہوتا ہے اور شرح سود عام طور پر زیادہ ہوتی ہے لہذا کاشتکار ہمیشہ مقروض رہتے ہیں۔ ذیل میں کاشتکاروں کی مقروضیت کے اسباب کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جاتے ہیں۔

مقروضیت کے اسباب

(۱) ادنیٰ آمدنی:۔ مختلف لوگ کاشتکاروں کی مقروضیت کے مختلف اسباب بتلاتے ہیں لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ کسانوں کی مقروضیت کا سب سے اہم اور بنیادی سبب ان کی ادنیٰ آمدنی ہے۔ مختلف اسباب کی بنا پر زراعت سے عموماً اس قدر کم آمدنی ہوتی ہے کہ اس سے مصارف پیدائش کا تخمینہ بھی مشکل ہوتا ہے لہذا مصارف پیشہ اور مصارف زندگی کو پورا کرنے کے لئے کاشتکار آئے دن قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ان حالات میں زرعی قرضداری کے مختلف اسباب میں سب سے زیادہ اہمیت کاشتکاروں کی ادنیٰ آمدنی کو دینا چاہئے کیونکہ یہیں سے ان کے قرض کی ابتدا ہوتی ہے۔

(۲) اسراف:۔ ادنیٰ آمدنی کی صورت میں اگر کاشتکار اسراف اور فضول خرچی سے احتراز کرتے تو وہ اپنے قرض کی مقدار کو بہت کچھ گھٹا سکتے تھے لیکن ہندوستانی کاشتکار عام طور پر وہمی اور روایت پرست ہوتے ہیں۔ بھوت پریت کے اثرات سے بچنے اور جادو ٹونے کے اثرات کو دور کرنے کے لئے بے شمار رقومات صرف کی جاتی ہیں۔ اسی طرح شادی بیاہ، پیدائش اور موت وغیرہ کے وقت بے جا اور فضول رسوم و رواج پر بھی ناقابل لحاظ اخراجات برداشت کئے جاتے ہیں۔ اور ان سب مدات کی پابجائی قرض کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ یہ قرضے چونکہ غیر پیداآور ہوتے ہیں اس لئے کاشتکار پر بہت بار ہوتے ہیں۔

(۳) قحط:۔ پچھلی نصف صدی میں ہندوستان میں مصنوعی ذرائع آبپاشی کی ترقی کے باوجود اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستانی زراعت کا مدار بہت بڑی حد تک بارش پر ہے۔ بارش کی قلت کی وجہ سے آئے دن قحط ہوتے رہتے ہیں۔ قحطوں کے زمانے میں کاشتکاروں کی معاشی حالت بہت بری طرح متاثر ہوتی ہے لہذا قرض لئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔

(۴) جانوروں کی اموات:۔ ہندوستانی زراعت میں مویشیوں کا حصہ بہت ہی اہم ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ موجودہ حالات میں مویشیوں کے بغیر کاشتکاری ممکن ہی نہیں۔ جس طرح مختلف وباؤں اور متعدی بیماریوں سے انسان فوت ہوتے ہیں اسی طرح مختلف وبائی اور متعدی بیماریوں سے جانور بھی تلف ہوتے رہتے ہیں جس کی بدولت کاشتکاروں کو سخت مالی نقصان ہوتا ہے اور وہ قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں کیونکہ مویشیوں کے بغیر زراعت جاری ہی نہیں رکھی جاسکتی۔

(۵) ٹڈی دل اور فصلوں کی بیماریاں:۔ جو لوگ کاشتکاری کے حالات سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ دیہاتوں میں بعض مرتبہ ٹڈیوں کی کثیر تعداد نمودار ہوتی ہے جن کی بدولت کھیتوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ آئے دن فصلوں کی بیماریاں بھی نمودار ہوتی رہتی ہیں جن میں سے بعض متعدی ہوتی ہیں۔ کاشتکار ان کے علاج سے ناواقف ہوتے ہیں لہذا ہری بھری فصلیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ کاشتکار گھاٹے میں رہتے ہیں۔ اخراجات کی تکمیل کے لئے قرض آخری صورت ہوتی ہے۔

(۶) کاشتکاروں کی پر تقلیل جسمانی صحت:۔ غیر صحت بخش غذا، لباس اور مکان کی وجہ سے اکثر کاشتکار غیر یا اسی قسم کی دوسری بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے بلکہ وہ علاج معالجے کے ضمن میں مقروض ہوجاتے ہیں۔

(۷) موروثی قرضے:۔ ہندوستانی کاشتکاروں کو جہاں تھوڑی سی بہت موروثی جائداد ملتی ہے ساتھ ہی قرض کا بار بھی ورثے میں ملتا ہے۔ موروثی قرضے کسانوں کی مزید مقروضیت اور ان کی پریشانی کا باعث ہوتے ہیں۔

(۸) مالگزاری کی اعلیٰ شرح:۔ بعض ماہرین مثلاً رمیش چندر دت وغیرہ کا خیال ہے کہ ہندوستان میں مالگزاری کی شرح بہت زیادہ ہے۔ اس کی مقدار اس قدر زیادہ ہے کہ اکثر مرتبہ قیمت پیداوار میں سے دوسرے مصارف خرچ کرنے کے بعد کاشتکار کے پاس اتنی رقم نہیں بچتی کہ سرکاری مطالبات کی تکمیل ہوسکے چنانچہ مالگزاری کی ادائی عموماً قرض لے کر کی جاتی ہے۔ گویا اس طرح مالگزاری بھی کاشتکاروں کی مقروضیت کا ایک سبب ہے۔

(۹) زمینات کی قیمت میں اضافہ:۔ آبادی بڑھنے، کاشت کی وسعت اور محدود زمینات کی وجہ سے پہلے کے مقابل ان کی قیمت میں بہت کچھ اضافہ ہوگیا ہے۔ اس لئے قیمتی زمینات کو رہن رکھ کر قرض حاصل کرنے میں کسانوں کو بہت سہولت ہوگئی ہے۔ ایسے علاقے جہاں زمینات کی قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے ساہوکار ان پر قبضہ کرنے کی نیت سے کاشتکاروں کو اعلیٰ شرح پر منہ مانگے قرضے دیتے جاتے ہیں یہاں تک کہ قرضوں کی مقدار زمینات کی قیمت کے مساوی ہوجاتی ہے لہذا اکثر زمینات کاشتکاروں کے قبضے سے ساہوکاروں کے ہاتھ میں منتقل ہوجاتی ہیں۔ چونکہ زمینات کی اعلیٰ قیمتوں کی وجہ سے کاشتکاروں کو قرض ملنے میں سہولت ہوتی ہے اس لئے انہیں کاشتکاروں کی مقروضیت کا ایک سبب قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۰) مقدمہ بازی:۔ بعض لوگ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ہندوستانی کاشتکاروں کو مقدمہ بازی کا شوق ہوتا ہے لیکن ایسا کہنا صحیح نہیں کیونکہ آبادی کے اضافے، وراثت کے [illegible] کے نقصان اور محدود زمینات کی وجہ سے کاشتکار مقدمہ بازی کے لئے مجبور ہوتے ہیں نہ کہ انہیں اس بات کا شوق ہوتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ ہندوستانی کاشتکار مقدمہ بازی کے بڑے پکے ہوتے ہیں۔ شوقیہ نہیں بلکہ مجبوراً۔ مقدمہ بازی کی وجہ سے وہ کافی زیربار ہوجاتے ہیں جس کا نتیجہ یا تو قرض کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔

(۱۱) ساہوکاری لین دین کی خرابیاں:۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ساہوکار ہر اڑے وقت میں کاشتکار کی مدد کرتے ہیں لیکن یہ امر بھی ناقابل انکار ہے کہ جس طرح ساہوکار کسانوں کا ناجائز استحصال کرتے ہیں کوئی دوسرا شخص اس کا جواب نہیں ہوسکتا۔ ساہوکاری لین دین کی متعدد خرابیاں کاشتکاروں کی مقروضیت میں اضافے کا ایک اہم سبب رہا ہے۔

(۱۲) اعلیٰ شرح سود:۔ ہندوستان میں بہت سے ساہوکار ایسے ملیں گے جو کاشتکاروں سے ایک [illegible] شرح

سود وصول کرتے ہیں۔ کاشتکار جس قدر غریب اور قرض لینے کے لئے جس قدر زیادہ مجبور ہوتے ہیں اسی لحاظ سے شرح سود میں زیادہ وصول کی جاتی ہے۔

(۹) سود در سود:- صرف اعلیٰ شرح سود وصول کی جاتی ہے بلکہ سود در سود کا حساب کیا جاتا ہے۔ جس سے قرض کا بار اور بڑھ جاتا ہے۔

(۱۰) فصل کی پیشگی خریداری:- بعض ساہوکار اس شرط پر قرض دیتے ہیں کہ فصل تیار ہونے کے بعد بازاری قیمت سے کم ان کے ہاتھ فروخت کی جائے۔ حاجت مند کاشتکار اس شرط کو مجبوراً قبول کرتے ہیں اور اس طرح پیشگی خریداری سے ان میں نقصان ہوتا ہے۔

(۱۱) حسابات میں دھوکہ:- بعض بددیانت ساہوکار کاشتکاروں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر واجب الوصول رقومات کے ذریعہ اندراجات کرتے ہیں جس کی وجہ سے غریب کاشتکار گھاٹے میں رہتے ہیں۔

(۱۲) تخم یا مویشیوں کی خریداری پر مجبور کرنا:- بعض ساہوکار اس شرط پر قرض دیتے ہیں کہ کاشتکار ان سے تخم بونے کے لئے بیج یا ہل چلانے کے لئے مویشی خرید یں۔ اس طور پر تخم اور ناقص مویشی مقابلتاً زیادہ قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں۔

(۱۳) سادے کاغذ پر دستخط:- بعض ناخدا ترس بددیانت ساہوکار کاشتکاروں سے سادے کاغذ پر دستخط لیتے ہیں۔ بعد ازاں اپنی مطلب کے مطابق تحریر کر کے مقدمہ دائر کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام امور کا مشترکہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہندوستانی کاشتکار ہر وقت مقروض رہتے ہیں لہٰذا ان کے متعلق شاہی زرعی کمیشن کا یہ قول کہ "ہندوستانی کاشتکار مقروض پیدا ہوتے، مقروض زندگی بسر کرتا اور مقروض مر جاتے ہیں" بالکل صحیح نظر آتا ہے۔

اصلاح کی تدبیریں

قرض داری کے مختلف اسباب اوپر تفصیل کے ساتھ بیان کئے جا چکے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کن تدبیروں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۱) آمدنی میں اضافہ اور مدات خرچ میں کمی:- ذرائع آمدنی اور مدات خرچ میں عدم تناسب کا نتیجہ قرض کی صورت میں نمودار ہوتا ہے لہٰذا کاشتکاروں کے قرض کے بار کو ہلکا کرنے کے لئے ایک طرف ان کی آمدنی میں اضافے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف غیر ضروری خرچ کی مدوں کو گھٹانا بھی لازمی ہے۔ ان دو تدبیروں کی وجہ سے کاشتکاروں کو کم قرض لینے کی ضرورت پڑے گی جو قرض لیا جائے گا اسے وہ آسانی کے ساتھ ادا کر سکیں گے آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے آبادی کی مختلف پیشوں کا توازن اور کاشتکاری کے مختلف نقائص کی اصلاح ضروری ہے۔ کاشتکاری کے اہم نقائص میں زمینات کی ادنیٰ زرخیزی، تکثیر و انتشار اراضی، ناکافی ذرائع آبپاشی، ادنیٰ تخم، ناقص مویشی، قدیم اور فرسودہ آلات اور محنت

پیداوار کے مسائل شامل ہیں۔ جب تک ان امور کی اصلاح کی طرف موثر توجہ کی جائے گی کاشتکاروں کی آمدنی میں معقول اضافے کی توقع نہیں رکھنا چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ فی الوقت حکومت کی توجہ مذکورہ عام مسائل کی طرف منعطف ہے لیکن اس پر بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ تقریباً ہر شعبے میں ادھوری ہے۔

غیر ضروری مدات خرچ میں کمی کرنے کے لئے جو کاشتکار کو توجہ کرنا چاہیے۔ گو کہ اس بارے میں دوسرے لوگ اس کی بہت کم مدد کر سکتے ہیں۔ شادی بیاہ، پیدائش اور موت میں کے وقت تمام غیر ضروری رسموں کو ترک کر دیا جائے نشہ بازی کو انتہائی درجہ محدود کیا جائے۔ مقدمہ بازی میں بہت احتیاط سے کام لیا جائے۔ آبادی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے اور پیشوں میں توازن قائم کرنے سے زرعی زمینات کی ملکیت کے لئے مقدمہ بازی بہت کم ہو سکتی ہے۔ بے جا رسوم و رواج کے ترک کرنے کے لئے سماج سدھار انجمنوں کا قیام بہت مفید ہوگا۔

(۲) تعلیم:- تعلیم کے مسئلے کو بظاہر قرض سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا لیکن اس مسئلے کے حل کرنے میں یہ بالواسطہ طور پر بہت مفید ہے۔ فی الحال کاشتکاروں کی تعلیمی حالت عام اور پیشہ وارانہ دونوں نقطۂ نظر سے بہت خراب ہے۔ عام اور زرعی تعلیم کا معقول انتظام کیا جائے۔ اس کی بدولت نہ صرف قرض بلکہ دوسرے بہت سے مسئلوں کے حل کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ تعلیم یافتہ کاشتکار اپنے اور حکومت کے فرائض کو جان سکیں گے۔ وہم پرستی اور غیر ضروری رسم پرستی کم شکار نہ ہوں گے۔ چالاک ساہوکاروں ہوشیار وکیلوں کی دھوکہ بازیوں سے بڑی حد تک بچے رہیں گے۔ اصلاحی تحریکوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے اور ان پر عمل کر سکیں گے۔ معقول تعلیم بہت سی سماجی بیماریوں کی ایک موثر دوا ہے جو سر دست ہندوستان کو میسر نہیں۔

(۳) قحطوں کا انسداد:- حکومت اس مسئلے کی طرف بہت عرصے سے متوجہ ہے چنانچہ اب قحطوں کی وہ شدت نہیں رہی جو پہلے تھی تاہم اب بھی قحطوں کا مسئلہ حکومت اور رعایا دونوں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ قحطوں کے مکمل انسداد کے لئے ذرائع آبپاشی اور ذرائع نقل و حمل کی وسیع ترقی ضروری ہے۔ ما بعد جنگ ان دو مسائل کی طرف خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۴) جانوروں اور فصلوں کے علاج کا انتظام:- اس میں شک نہیں کہ حکومت کی طرف سے جانوروں اور فصلوں کی بیماریوں کے علاج کا انتظام موجود ہے لیکن یہ بہت ہی ناکافی ہے۔ ملک کی ضروریات کے مطابق اسے وسعت دی جانی چاہیے۔

(۵) حفظان صحت کا انتظام:- اس بارے میں رعایا اور حکومت دونوں کی اشتراک عمل ضروری ہے۔ صحت بخش غذا، لباس اور مکان کا خود رعایا کو مکمل طور

پر خیال رکھنا چاہیے اور حکومت بھی اس سلسلے میں اس کی پوری مدد کرے۔ ہر دو اضلاع دیہات یا چند قریہ جات کے لئے کم از کم ایک دواخانے کا ہونا ضروری ہے۔

(۶) مصالحت قرضہ کی مہم:- موروثی اور قدیم قرضوں کی ادائی کے لئے مصالحت قرضہ کی مہم ضروری ہے۔ موجودہ جنگ کا زمانہ اس کام کے لئے بہت موزوں ہے کیونکہ کاشتکاروں کی آمدنی میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا ہے اور وہ بہ آسانی مقررہ قسطوں کی ادائی کر سکتے ہیں۔

(۷) ساہوکاری لین دین کی خرابیوں کا انسداد:- اس کے لئے مناسب شرح سود کا تعین، سود در سود کے طریقے کی منسوخی اور ساہوکاروں کے لئے لائسنس کی خریدی ضروری ہے۔ ان تجاویز پر اکثر علاقوں میں عمل بھی جاری ہے۔

حکومت کی جد وجہد

یہاں تک ان عام تجویزوں کی صراحت کی گئی ہے جو قرض کے مسئلے کو موثر طور پر حل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ ذیل میں حکومت کی ان کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اب تک قرض داری کی اصلاح کے لئے اس نے اختیار کی ہیں۔

(۱) تقاوی:- کاشتکاروں کی مالی امداد کے لئے حکومت کی طرف سے کم شرح پر قرض دیا جاتا ہے جس کو تقاوی کہتے ہیں تقاوی قرضے محکمہ مال کے توسط سے دئے جاتے ہیں اور اسی کے ذریعہ قسط واری وصول کئے جاتے ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں تقاوی قرضے کا طریقہ بہت قدیم زمانے سے جاری ہے اور ان کی بدولت کاشتکاروں کو وقتاً فوقتاً ضروری مدد ملتی رہی ہے لیکن یہ کچھ زیادہ کامیاب نہیں ثابت ہوئے چنانچہ اس کے خلاف یہ شکایات ہیں (۱) حکومت [illegible] قرض کا انتظام نہیں کر سکتی (۲) تقاوی قرضے تمام اغراض کے لئے نہیں دئے جاتے (۳) تقاوی قرض کی مجموعی مقدار مقابلتاً بہت کم ہے کہ کاشتکاروں کے کل قرضے سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ اور کاشتکار بہر صورت ساہوکاروں کے محتاج رہتے ہیں (۴) تقاوی قرضوں کے حاصل کرنے میں بہت سے دفتری ضابطوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس طرح قرض کے ملنے میں دیر لگتی ہے۔ (۵) نیز دستگیری کو بھی ان [illegible] میں دقت ہوتی ہے۔ ان تمام نقائص کے باوجود تقاوی کا طریقہ جاری ہے اور ان کے ذریعہ کاشتکاروں کو تھوڑی سی مالی مدد مل ہی جاتی ہے۔

(۲) انجمن ہائے امداد باہمی:- کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے پنجے سے ایک حد تک بچانے کے لئے حکومت نے ایک طرف تو تقاوی قرضوں کا انتظام کیا اور دوسری طرف پوری طرح پر صدی کی ابتدا سے امداد باہمی کی انجمنیں قائم کرنا شروع کیں چنانچہ ان انجمنوں کی تیزی کے ساتھ ترقی ہونے لگی۔ بالفعل موجودہ زمانے میں ان کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود دیکھا جاتا ہے کہ یہ انجمنیں کاشتکاروں کی مالیاتی ضروریات کو پوری طور پر پورا کرنے اور انہیں ساہوکاروں کے شکنجے سے نجات دلانے سے قاصر ہیں۔ ہندوستانی کاشتکار [illegible]

باب حکومت کی توسیع

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

آگے قوم کو نظر انداز کر دیں تو یہ کیا ہے بے نقاب ہو جائے گی اور انتخابات کے وقت جماعتیں ہوشیار ہو جائیں گی۔

جمع دشمن

ہمارے لئے اس وقت سب سے زیادہ باعث حیرت صدر مجلس اتحاد المسلمین کے وہ الفاظ ہیں جو آپ نے حال ہی میں مسلمانوں کے ایک بڑے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے اور جو کونسل کے اضافہ اور وزارتی پیشکش کے سلسلہ میں آپ کے موجودہ ... جماعت کو بھی قریب بہ نقاب کرتے ہیں۔ ...... چار مرتبہ وزارت کی پیشکش کو مسترد کرنے کے بعد قبولیت پر آمادگی فطری طور پر سوالات اور شکوک کی گنجائش پیدا کرتی ہے۔ یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں انکار کرنے کے اسباب کیا تھے اور اب قبول کرنے کے رجحان کی وجہ کیا ہے؟ کیا حالات بدل گئے یا جماعت کا مفاد بدل گیا! یا اس عہدے کی نوعیت بدل گئی؟ ہمارے خیال میں ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے۔ ہر چیز اپنی جگہ موجود ہے اور بالکل سابقہ حالت میں ہے۔ اگر آج حکومت میں داخل ہو کر ملت کی خدمت ممکن ہے تو کل بھی ممکن تھی۔ شاید اس حقیقت کو ماننے میں خود صدر مجلس اتحاد المسلمین تامل نہ کریں گے کہ کسی جماعت کا نمائندہ کونسل میں جانے کے بعد اپنے بنیادی عقائد اور سیاسی تصورات کو باقی نہیں رکھ سکتا یا بالفاظ دیگر اسے اپنی جماعت سے غیر متعلق ہونا پڑے گا۔ کیا صاحب موصوف اس بات پر تیار ہیں کہ اگر حکومت انہیں نامزد کردے تو وہ اتحاد المسلمین کو دور سے سلام کر کے باب حکومت میں داخل ہو جائیں اور اس طرح اس پودے سے بے پرواہ ہو جائیں جس کی آبیاری انہوں نے مدتوں کی ہے۔ ...... افسوس ہے کہ وزارت کے قبول کرنے کا جو رجحان آپ کی تقریر میں پایا جاتا ہے وہ ہماری سمجھ سے قابل فہم نہیں ہے۔ اس تصور کو عملی شکل میں دیکھنے کی کوشش کی جائے تو ایک المیہ نظروں کے سامنے آتا ہے۔ فرض کیجئے کہ آپ کو وزارت پیش کی گئی اور آپ نے اسے قبول فرما لیا کوئی شخص جو موجودہ آئین و دستور کی روح سے واقف ہے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس وقت آپ اپنی جماعت کی خدمت اسی طرح کر سکیں گے جس طرح کہ اب کر رہے ہیں!

میزان

اگر اس اطلاع میں صداقت ہے کہ مولوی بہادر خاں کو بھی قریب باب حکومت کے سلسلہ میں کمیٹی کا پیشکش کیا ہے تو ہم اسے ملک کے لئے فال نیک سمجھتے ہیں۔ یہ اطلاع اس امر کی دلیل ہے کہ حکومت نے بھی دانستہ باب حکومت میں جماعتی نمائندگی کے حق کو تسلیم کر لیا ہے۔ مولوی بہادر خاں کی شرکت سے یقیناً کونسل میں ایک نئے آزاد اور ترقی پسند غیر سرکاری رکن کا اضافہ ہوگا۔ مولوی بہادر خاں صاحب ملک کے ایک جماعت پرور اور بڑی جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے باب حکومت میں شریک ہوں گے اور آپ کی نامزدگی کا یہی وہ پہلو ہے جو مستقبل کی دستوری ترقی کے امکانات کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے یہ اقدام یقیناً ملک کے لئے فال نیک ہے اور ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں!

بحر ہند میں جاپانیوں پر ضرب

لندن ۲۰ اپریل۔ اتحادی جنگی جہازوں نے بحر ہند میں جاپانیوں پر ایک نئی اور بڑی ضرب لگائی ہے۔ بحری فوج کے ایک اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ مشرقی بیڑے کے کمانڈر ایڈمرل سر جیمس سومرویلے کی کمان میں ایک اتحادی بحری دستے نے کل سماٹرا کے شمالی سرے پر سابانگ کے بندرگاہ پر ایک کامیاب حملہ کیا۔ اتحادی دستے کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اس کی تفصیلات جتنی جلد ہو سکے شائع کر دی جائیں گی۔

مسٹر چرچل کے اس اعلان کے بعد ہندوستانی سمندر میں ایک مضبوط بیڑا تعینات کر دیا گیا ہے ایڈمرل سومرویلے کی کمان کے جہازوں کی کارروائی کی یہ پہلی اطلاع آئی ہے۔ یہ حملہ مشرقی ایشیا کے کمانڈر ایڈمرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے صدر دفتر کے لنکا کو منتقل ہو جانے کے اعلان کے چند ہی دن بعد ہوا ہے۔ ایڈمرل سومرویلے کا مرکز بھی لنکا ہی میں قائم ہے۔

سابانگ سنگاپور سے ۶۰۰ میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ یہاں کا بندرگاہ مشرق بعید کے بہترین بندرگاہوں میں سے بتایا جاتا ہے جس میں ڈاکوں کا جدید ترین بندوبست ہے اور کوئلہ اور پٹرول کے لئے گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ جاپانیوں نے اسے ۱۹۴۲ء میں قبضہ کیا تھا اور اس کے بعد سے انہوں نے جنگی طور پر اسے اور زیادہ مستحکم بنا لیا ہے۔

سمجھا جاتا ہے کہ دو لے آبدوزوں کے ایک مرکز کی طرح استعمال کر رہے ہیں۔ سابانگ پر حملہ کرنے کے لئے اتحادی جہازوں کو خلیج بنگال کے جزیروں اور انڈیمان اور نکوبار کے بازو سے گزرنا پڑا ہوگا ... جزیروں پر چند دن ہوئے جب ہندوستانی مرکزوں سے لمبی رینج والے طیاروں نے حملہ کیا تھا۔ (رائٹر)

سرخ سپاہ سیباسٹوپول میں!

لندن ۲۰ اپریل۔ محاذ جنگ کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ روسی دستے سیباسٹوپول کے چھاؤنی کے اندر گھس پڑے ہیں۔ روسی اب بحیرہ اسود کے اس بندرگاہ پر پہرہ دینے والی پہاڑی سیکٹروں پر جمے ہوئے ہیں۔ روس کے طیاروں نے کل کی رات کو لڑائی پر بمباری کی۔ جرمن سپاہیوں سے بھری ہوئی ریل گاڑیوں اور سامان اور گولہ بارود اور جنگی گاڑیوں پر موثر بمباری کی گئی کم سے کم چالیس جگہ آگ بھڑکا دی گئی جو سو میل دور سے دکھائی دے رہی تھی۔

تھکی پر واز کے جنوب مشرق میں روسی دستوں نے کل گیلیشیا کے تیل کے رقبہ کے شہر اسٹانسلاؤ کے قریب جرمنوں کے مزید جوابی حملے بیکار کر دئے گئے۔ بسربیا میں دوسرے روسی دستوں نے اوپری نائیسٹر کے پار اپنے گھاٹ اور وسیع کر لئے ہیں۔ اس علاقے کے جنوب مشرق میں ... سیباسٹوپول کے بحری مرکز پر روس کی ... جنگی جہاز اور طیارے لگاتار آتشباری کر رہے ہیں۔ علاقے کے ہوائی میدان جرمنوں کے لئے بیکار کر دئے گئے ہیں اور شہر پر دھول اور دھوئیں کے گہرے بادل چھائے ہوئے ہیں۔

بلقان میں ہلچل

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

ہو رہے ہیں جس سے کل ترکی میں خلل پڑ رہا ہے۔

یہ ایک خلاصہ ہے ان واقعات کا جو جرمنی کے مقبوضہ علاقوں میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں قاہرہ اور طہران کانفرنس کے انعقاد کے بعد سے تین مہینے گزر چکے ہیں جہاں محوریوں کے لئے بدشگونی سے معلوم ہے۔ جرمنی نہایت تردد کے ساتھ یورپ پر اتحادیوں کے حملہ کا انتظار کر رہا ہے اور حلیف ممالک کی بے چینی میں کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے جرمنی کے لئے پریشان کن ثابت ہوگی۔

(لیونارڈ کرشین)

اٹلی

الجزائر ۲۰ اپریل۔ آج کے اعلامیہ میں ایک بار پھر ہر طرف چھوٹے چھوٹے چھاپوں اور طلایہ گردی کی کارروائیوں کی اطلاع دی گئی ہے۔ خراب موسم اور کہر آلود مطلع کی وجہ سے بھاری بمباروں کی سرگرمی رک گئی اور بحیرہ روم کے ہوائی بیڑے نے چھ سو پروازیں کیں اور اوسط درجے کے بمباروں اور جنگی بمباروں نے دشمن کے مواصلات پر اپنے حملے جاری رکھے۔ اس کے علاوہ یوگوسلاویہ، البانیا اور یونان کے نشانوں پر بھی حملے کئے گئے۔ کوئی اتحادی طیارہ لاپتہ نہیں ہوا۔ دشمن کا کوئی طیارہ محاذ جنگ پر نظر نہ آیا۔

(رائٹر)

ہندوستان میں زرعی قرضداری

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

تحریک سے ایسا فائدہ نہیں اٹھایا جیسا کہ انہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ جس کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کی عام جہالت اور اس تحریک کے حقیقی اصول اور مقاصد سے ناواقفیت ہے۔ عام کاشتکاروں کے نزدیک انجمن امداد باہمی سے مراد وہ مخلوق ادارہ ہے جس کے ذریعہ نہایت آسانی سے قرضے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ذہنیت جب تک باقی رہے اس وقت تک ہندوستان میں یہ تحریک حقیقی معنوں میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔

(۳) ابتدائی تعلیم اور سیونگ بنکوں کا انتظام۔ کاشتکاروں کو ساہوکاروں کی دھوکہ بازیوں سے بچانے کے لئے ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے مگر اس پر ایک اعتراض یہ ہے کہ اس کا پیمانہ بہت محدود ہے۔ دوسرے تعلیم کے انتظام سے آئندہ نسلیں مستفید ہو سکتی ہیں لیکن موجودہ کاشتکار ساہوکاروں کے پنجے سے نہیں نکل سکیں گے۔ کاشتکاروں میں کفایت شعاری کی عادت ڈالنے کے لئے سیونگ بنک کھولے گئے ہیں مگر اس پر بھی ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ بنک ملکی ضروریات کے لحاظ سے بہت کم ہیں۔ دوسرے یہ کہ کاشتکار بے علم ہونے کی بنا پر ان سے حقیقی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تیسرے یہ کہ کفایت کی عادت ڈالنے کے لئے محض سیونگ بنکوں کا قیام ناکافی ہے اس کے لئے پروپیگنڈے کی بھی ضرورت ہے۔

(۴) شرح سود کا تعین۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں سود در سود کے طریقے کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے اور سود مفرد کی اعظم شرح مقرر کی گئی ہے۔ قرضوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ محفوظ اور غیر محفوظ قرضے۔ محفوظ قرضوں سے مراد ایسے قرضے ہیں جن کی وصولی میں خطرات نہ ہوں۔ اس کے برعکس غیر محفوظ قرضے وہ ہیں جن کی وصولی دقت طلب ہو۔ محفوظ قرضوں کے مقابلے غیر محفوظ قرضوں کی شرح لازماً زیادہ رکھی گئی ہے۔ تمام صوبوں میں یکساں شرح سود نہیں مقرر ہے۔ مقامی حالات کے لحاظ سے اس میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے کیونکہ مختلف صوبوں میں محفوظ قرضوں کی شرح ۹ اور ۱۲ فیصدی کے درمیان رہتی ہے اور غیر محفوظ قرضوں کی شرح ۱۲ اور ۲۴ فیصدی کے درمیان رکھی گئی ہے۔ شرح سود کے تعین میں اگر سب صوبوں میں یکساں پالیسی اختیار کی جاتی تو بہتر تھا۔ اس میں شک نہیں کہ شرح سود کے تعین کے لئے قوانین کا نفاذ ہو چکا ہے لیکن ان کے عملدرآمد کے موثر انتظامات نہیں ہیں۔

(۵) ساہوکاروں پر پابندیاں۔ شرح سود کے تعین کے علاوہ بعض علاقوں مثلاً پنجاب، صوبہ جات متوسط، بمبئی اور پنجاب میں ساہوکاروں پر دوسری پابندیاں بھی عائد کی ہیں انہیں پابند کیا گیا ہے کہ حکومت سے لائسنس حاصل کریں۔ اپنے بہی کھاتے پاک صاف حالت میں رکھیں اور رقم کی وصولی پر باضابطہ رسید دیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس قسم کی پابندیاں ہندوستان کے سب حصوں میں عائد کی جائیں۔

(۶) قانون انتقال اراضی۔ زمینوں کی قیمت میں اضافہ ہونے کی وجہ سے بہت سے ساہوکار انہیں خریدنے لگے یا رہن بالقبض لینے لگے۔ اس کی بنا پر کاشتکاروں کی زمینات ساہوکاروں کے ہاتھ میں منتقل ہونے لگیں۔ اس رجحان کو روکنے کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں یہ قانون نافذ کیا گیا کہ ساہوکار اور دوسرے غیر زراعت پیشہ لوگ زرعی زمینات نہیں خرید سکتے اور نہ طویل مدت کے لئے رہن رکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں پنجاب کا قانون انتقال اراضی (۱۹۰۰ء) بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس قانون کے نفاذ کی وجہ سے اس میں شک نہیں کہ زمینات زراعت پیشہ افراد کے پاس سے غیر زراعت پیشہ افراد کے ہاتھ میں نہیں منتقل ہو سکیں لیکن اس کی بنا پر بعض دوسری خرابیاں بھی پیدا ہو گئیں:۔ (۱) کاشتکاروں کو قرضے ملنے میں دقت ہونے لگی۔ (۲) ساہوکاروں کی بجائے بعض سرمایہ دار کاشتکار جبراً و قہراً کاشتکاروں سے زمینات خریدنے لگے (۳) زمینوں کے خریدار محدود ہونے سے اس کا مخالف اثر ان کی قیمتوں پر پڑا۔

(۷) کاشتکاروں کے ساتھ رعایتیں۔ کسانوں کے ساتھ بعض رعایتیں بھی کی گئیں مثلاً یہ قرار دیا گیا کہ قرض کے عوض کاشتکار کو قید نہیں کیا جا سکتا۔ قرض کے عوض آلات زراعت اور مویشی وغیرہ ضبط نہیں کئے جا سکتے۔ کاشتکار قرض کی رقم اقساط میں ادا کر سکے گا۔

(۸) مصالحتی بورڈوں کا قیام۔ ہندوستانی زرعی قرضوں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کی ادائی کا سلسلہ برسوں چلتا رہتا ہے۔ بہت سی مثالیں ایسی ملتی ہیں جب کہ کاشتکار صرف سود ہی ادا کرتے جاتے ہیں اور اصل کی ادائی کی نوبت نہیں آتی۔ ادا شدہ سود کی مجموعی مقدار حاصل کردہ اصل سے بھی بڑھ جاتی ہے مگر اصل مقدار پہلے کی طرح برقرار رہتی ہے۔ بعض ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جب کہ اصل اور سود کی کوئی ادائی نہیں ہوتی۔ سود کے اضافے سے قرض کی مقدار برابر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ لہذا ایسے قرضوں کی بابت ساہوکاروں اور کاشتکاروں کے مابین مصالحتی صورت پیدا کرنے کے لئے حکومت نے بورڈ قائم کئے ہیں جو مصالحتی بورڈ کہلاتے ہیں۔ صوبہ جات متوسط و برار میں سب سے پہلی مرتبہ ۱۹۳۳ء میں مصالحت قرضہ کے متعلق قانون نافذ کیا گیا۔ بعد ازاں دوسرے صوبوں مثلاً پنجاب، بنگال، مدراس، آسام اور بمبئی نے اس کی تقلید کی۔ بعض دیسی ریاستوں مثلاً بھاونگر، حیدرآباد، میسور اور ٹراونکور میں بھی مصالحتی بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ مصالحتی بورڈوں کی خصوصیات یہ ہیں (۱) بورڈ اعزازی ہوں گے۔ (۲) ان کا صدر کوئی ذمہ دار سرکاری عہدہ دار ہو گا (۳) ان میں ساہوکار اور کاشتکار دونوں کے نمائندے ہوں گے (۴) بورڈ اس وقت تک مصالحت کی کوئی کارروائی نہیں کریں گے جب تک کہ ساہوکار اور کاشتکار اپنی خوشی و رضامندی سے مصالحت کی درخواست نہ دیں (۵) رضامندی سے درخواست دینے کے بعد بورڈ جو فیصلہ کریں گے اسے قانونی حیثیت حاصل ہو گی (۶) فیصلہ کے بعد اگر کوئی فریق اس کے ماننے سے انکار کرے تو اسے قانوناً پابند کیا جائے گا۔ (۷) بہ فیصلہ قرض کی ادائی بذریعہ قسط ہو گی۔

مصالحت قرضہ کا سب سے زیادہ کام صوبہ جات متوسط میں ہوا ہے جہاں پچھلے سال تک [illegible] بورڈ قائم تھے ان بورڈوں نے جون ۱۹۳۶ء تک [illegible] ہزار سے زائد کاروائیوں کا فیصلہ کیا جن کا مجموعی مطالبہ [illegible] کروڑ تھا بہ فیصلہ تقریباً [illegible] کروڑ قابل ادائی قرار دی گئی۔ ہندوستان کے دوسرے حصوں میں بھی صوبہ جات متوسط کی طرح مصالحتی کام کیا جائے تو کاشتکاروں کا بہت سا موروثی قرضہ بے باق ہو سکتا ہے۔

اشتہار

عدالت اول تعلقداری ضلع پربھنی

دعوے نمبر [illegible] بابت [illegible]

مدعی

منجانب [illegible] ولد ماروتی قوم [illegible] ساکنہ دیول گاؤں

گاؤں تعلقہ پاتھری بنام

مدعا علیہ: بہادری مل ولد [illegible] قوم مارواڑی ساکنہ پارڈگاؤں تعلقہ انبڑ ضلع اورنگ آباد۔ مدعا علیہ

رنگناتھ ولد [illegible] قوم مالی ساکنہ [illegible]

دعوے

انفکاک رہن نامہ مورخہ [illegible] ۱۳۴۳ف متعلقہ [illegible] واقع موضع دیول گاؤں تعلقہ پاتھری۔

ہرگاہ تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مقدمہ ہذا میں متعدد مرتبہ سمن بغرض تعمیل روانہ ہوئے مگر تعمیل نہیں ہو رہی ہے اب اس پیشی ۱۵ / تیر ۱۳۴۵ف پر تاریخ مقرر کی گئی ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بروز مذکور مقدمہ کے لئے حاضر ہو اور اگر کوئی وثائق سازندگی تردید مقدمہ کے لئے تم اپنے پاس رکھتے ہو تو وہ بھی اپنے ساتھ لیتے آؤ۔ اگر تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جواب دہی نہیں کرو گے تو مقدمہ کی سماعت و فیصلہ یکطرفہ ہو گا پھر کوئی عذر مسموع نہ ہو گا۔

دستخط   مہر عدالت

[illegible]   منتظم [illegible]

احمدیہ پریس چادر گھاٹ میں طبع ہو کر باہتمام حسین احمد ، اور مکتبہ سائیکل ٹریڈ سے شائع ہوا۔